تصریحات

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نئی وفاقی کابینہ

صدر جنرل محمد ضیاء الحق نے کہا ہے۔ کہ وہ بہت جلد ایک نئی وفاقی کابینہ کی تشکیل کر رہے ہیں۔ جو ۲۲ مارچ سے قبل حلف اٹھا لے گی انھوں نے کہا کہ نئی کابینہ سویلین، مسلح افواج کے افسران اور سابق فوجی افسران پر مشتمل ہو گی۔

سابقہ حکومت کو ختم کرنا چونکہ بوجوہ ناگزیر ہو گیا تھا۔ اس لیے جولائی ۷۷ء میں ملک میں امن و امان برقرار رکھنے کی غرض سے افواج پاکستان نے اقتدار سنبھالا تھا۔ جسے "قانونِ ضرورت" کے تحت تسلیم کر لیا گیا۔ عام خیال یہ تھا کہ حالات معمول پر آنے کے بعد موجودہ حکومت از سرِ نو انتخابات کرا کر خود اس نازک ذمہ داری سے سبکدوش ہو جائے گی لیکن حالات سازگار نہ ہوئے۔

حال ہی میں افغانستان میں جو کچھ ہوا اس کی وجہ سے پاکستان کو اپنی بقا کی خاطر بجا طور پر بیرونی امداد کی ضرورت محسوس ہوئی۔ لیکن عالمی سیاست کے اصول کے پیشِ نظر بڑی طاقتوں نے امداد دینے سے کچھ گریز کیا اس لیے پاکستان میں حالات کچھ اس نہج پر آ گئے ہیں۔ کہ ایک نمائندہ حکومت کی تشکیل کے بغیر اور کوئی چارہ کار نظر نہیں آتا۔

موجودہ حکومت نے اپنے فرائض بہت احسن طریقہ پر انجام دیئے ہیں جس کی وجہ سے ملک جن مشکلات سے دوچار تھا اس کا بہت حد تک ازالہ ہو گیا ہے لیکن موجودہ حالات میں ابھی بہت کچھ کرنا ضروری نظر آتا ہے۔ اب صرف بلدیاتی نمائندے اس سلسلہ

میں کوئی اہم کردار ادا نہیں کر سکتے۔ کیونکہ ان کا دائرہ کار بہت محدود ہے۔ وہ عوام اور حکومت کے درمیان مؤثر رابطہ قائم کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتے۔ کیوں کہ ان کی اکثریت اَن پڑھ اور جاہل ہے۔ اور نہ ہی بطور بلدیاتی نمائندہ یہ اُن کے فرائض میں شامل ہے۔

اسی طرح وفاقی کابینہ کی بحالی کے سلسلہ میں غور طلب بات یہ ہے۔ کہ آیا محض کابینہ کی بحالی موجودہ سیاسی بحران کا حل ہے یا نہیں۔ اور کابینہ اپنی بحالی کی صورت میں کیا اہم کردار ادا کرے گی۔ اس کے متعلق بھی صورت حال واضح ہے۔ کہ اسمبلیوں کی غیر موجودگی میں کابینہ کوئی مؤثر کردار ادا نہیں کر سکتی۔

اس لیے اگر موجودہ حکومت محسوس کرتی ہے۔ کہ جمہوریت بحال ہونی چاہیئے تو پھر کابینہ کی بحالی سے پہلے صوبائی اور وفاقی اسمبلیوں کی تشکیل ناگزیر ہے۔ اور ۱۹۷۳ء کا آئین اگر نافذ ہے اور موجودہ حکومت اسے منسوخ نہیں سمجھتی جیسا کہ بارہا برسر اقتدار طبقہ نے واضح طور پر کہا ہے تو پھر مناسب یہی ہوگا کہ عام انتخابات جب بھی کرائے جائیں وہ ۱۹۷۳ء کے آئین کے تحت ہی ہوں یا پھر ۱۹۷۳ء کا آئین منسوخ ہو اور کوئی نیا طریق کار اس کے لیے اپنایا جائے۔

اس کے ساتھ ہی ہم ان سیاسی قائدین سے بھی التماس کرتے ہیں جن کا منشور و نصب العین تو ایک ہے لیکن جماعتیں الگ الگ ہیں۔ کہ وہ متحد و متفق ہو کر ایک پلیٹ فارم پر آ جائیں تاکہ قوم موجودہ تذبذب و پریشانی کی بجائے کسی صحیح لائحہ عمل پر عمل پیرا ہو سکے۔